باب 2

تحریکِ پاکستان
(Pakistan Movement)

حاصلاتِ تعلم

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہوجائیں گے کہ وہ:

1- برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر برطانوی استعمار اور اس کے اثرات بیان کرسکیں۔

2- ایک مصلح کے طور پر سر سید احمد خاں کے نمایاں کردار کو تسلیم کرسکیں جن کی کوششوں، مغربی دنیا سے روابط اور علی گڑھ تحریک کے قیام نے تحریکِ پاکستان کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا۔

3- 1906ء سے 1920ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت کا تجزیہ کرسکیں (شملہ وفد سے تحریکِ خلافت تک)۔

4- 1920ء سے 1939ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت کا تجزیہ کرسکیں (تحریکِ خلافت سے یومِ نجات تک)۔

5- 1940ء سے 1947ء کے دوران ہونے والی سیاسی پیش رفت کا جائزہ لے سکیں۔

6- پاکستان کی تشکیل میں خواتین اور اقلیتوں سمیت سیاسی راہنماؤں کے کردار پر تبادلہ خیال کرسکیں۔ (قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ، فاطمہ جناح اور ایس پی سنگھا)

تحریکِ پاکستان کا پس منظر (Background of Pakistan Movement)

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد 712ء میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے شروع ہوئی۔ مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی وفات (1707ء) کے بعد مسلم حکومت میں زوال کے آثار نمودار ہوئے۔

سیاسی سطح پر انگریزوں نے تجارتی ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر اپنا اثر و رسوخ خوب بڑھایا۔ 1757ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ نے انگریزوں کا راستہ روکنا چاہا لیکن وہ اپنوں کی سازش کی وجہ سے جنگِ پلاسی میں شہید ہوگئے۔ 1799ء میں میسور کے حکمران ٹیپو سلطان کو بھی اپنوں کی غداری کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ علمی محاذ پر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اور ان کی اولاد اور پھر ان کے پیروکار سرگرمِ عمل رہے۔

1831ء میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفیقِ خاص سید اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بالاکوٹ میں سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ عسکری سطح پر احیائے اسلام کی آخری کوشش بھی ناکام ہوگئی۔ اس کے بعد بنگال میں فرائضی تحریک نمایاں ہوئی۔ فرائضی تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو فرائض کی ادائیگی اور دعوت و تلقین تھا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی بھی مسلمانوں کے سیاسی احیا اور استقلال کی ایک کوشش تھی۔

برصغیر پاک و ہند میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر برطانوی نوآبادیاتی نظام اور اس کے اثرات

(British Colonialism and Its Impacts on Various Aspects of Life in the Indo-Pak Subcontinent)

انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے بعد ایک نظامِ حکومت قائم کیا تھا جو نوآبادیاتی نظام کہلاتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد برطانوی حکومت نے برِصغیر پر براہِ راست حکومت کی جسے برطانوی راج کے نام سے جانا جاتا ہے۔ برطانوی راج کا برِصغیر میں رہنے والے لوگوں پر خاصا اثر پڑا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

برطانوی پارلیمنٹ نے 1813ء کا چارٹر ایکٹ جاری کیا جس کے ذریعے ہندوستان میں مغربی علوم کے فروغ کے لیے رقم منظور کی گئی۔

برِصغیر کے لوگوں کی زندگی پر مثبت اور منفی اثرات

(Positive and Negative Impacts on the lives of the People of the Subcontinent)

انگریزوں کے نوآبادیاتی نظام کے برِصغیر کے لوگوں کی زندگی پر مثبت اثرات بھی مرتب ہوئے۔ انگریزوں نے ستی اور ذات پات کے نظام جیسی سماجی برائیوں کا خاتمہ کیا۔ ملازمت کے نئے مواقع پیدا ہوئے۔ متوسط طبقے نے ترقی کی۔ برطانوی حکام نے ہسپتال، سکول، ٹیلی گراف اور ریلوے کا نظام متعارف کرایا۔

نوآبادیاتی نظام کے نتیجے میں غربت، معاشی عدم مساوات پیدا ہوئی اور زبان و ثقافت کو نقصان پہنچا۔ انگریزوں کی تجارتی پالیسی نے برِصغیر پر منفی اثرات مرتب کیے۔ انگریز برِصغیر سے انتہائی سستے داموں خام مال خریدتے اور پھر اسے انگلستان کے کارخانوں میں مختلف مصنوعات تیار کر کے واپس ہندوستان میں لا کر مہنگے داموں فروخت کرتے اور اس سے وہ بے پناہ معاشی فوائد حاصل کرتے رہے۔

ایک مصلح کے طور پر سرسید احمد خاں کا نمایاں کردار

(Significant Role of Sir Syed Ahmed Khan as a Reformer)

☆ جنگِ آزادی میں ناکامی کے باعث برِصغیر کے مسلمان بحیثیت قوم انگریزوں کی نفرت اور انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنے۔ ان حالات میں سرسید احمد خاں نے ایک مصلح کی حیثیت سے قوم کی راہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔ آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی، سیاسی اور مذہبی ترقی کے لیے عملی کام کیا۔ آپ نے اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمان تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔

سرسید احمد خاں اور تحریکِ علی گڑھ (Sir Syed Ahmad Khan and Aligarh Movement)

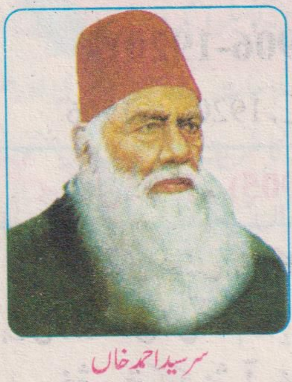

سرسید احمد خاں

برِصغیر پاک و ہند میں 1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے جو کوششیں کی گئیں، وہ "تحریکِ علی گڑھ" کے نام سے مشہور ہوئیں۔ سرسید احمد خاں نے اس تحریک کا آغاز کیا۔

تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد

تحریکِ علی گڑھ کے مقاصد درج ذیل تھے:

1- حکومت اور مسلمانوں کے درمیان اعتماد بحال کرنا۔

2- مسلمانانِ برِصغیر کو جدید علوم اور انگریزی زبان سیکھنے کی طرف راغب کرنا۔

3- مسلمانانِ برِصغیر کو سیاست سے باز رکھنا۔

تحریکِ علی گڑھ کے اقدامات

☆ 1859ء میں سرسید احمد خاں نے مراد آباد میں ایک سکول قائم کیا۔ 1863ء میں آپ نے غازی پور میں سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 1875ء میں علی گڑھ میں جو سکول قائم کیا، وہ 1877ء میں کالج اور 1920ء میں یونیورسٹی بن گئی۔ بیسویں صدی کے

www.ilmkidunya.com

شروع میں مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اسی تعلیمی ادارے کا تعلیم یافتہ تھا۔

☆ سرسید احمد خاں سیاسی طور پر مسلمانوں کو کمزور سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے 1885ء میں قائم ہونے والی انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کو شامل ہونے سے روکا۔ انھوں نے مسلمانوں کو تعلیم کی طرف توجہ دینے کے لیے کہا تاکہ مسلمان پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر سیاست میں حصہ لیں۔

☆ عام مسلمانوں میں تعلیم کی لگن پیدا کرنے کے لیے سرسید احمد خاں نے 1886ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اس کے سالانہ اجلاس مختلف شہروں میں ہوتے جہاں مسلمان راہنما مسلمانوں کی تعلیمی و دیگر ضروریات کے بارے میں تجاویز پر غور کرتے۔ اس کانفرنس نے مسلمانوں کو ایک لحاظ سے سیاسی پلیٹ فارم بھی مہیا کیا۔

☆ انگریز حکومت اور مسلمانوں کے درمیان سرسید احمد خاں کا مفاہمتی کردار قابل ستائش ہے۔ سرسید نے اپنے کتابچے "لائل محمڈنز آف انڈیا" میں انگریز حکومت کے لیے مسلمانوں کی خدمات گنوائیں اور حکومت کو اپنا رویہ بدلنے پر آمادہ کیا۔ مسلمانوں کے خلاف عیسائی مشنریوں نے محاذ کھول لیا۔ عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا بھی سرسیّد نے مقابلہ کیا۔ ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم" کے جواب میں آپ نے خطبات دیے جو بعد میں "خطباتِ احمدیہ" کے نام سے کتابی شکل میں چھاپے گئے۔ سرسید نے اس کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ کروایا۔

☆ سرسید نے اپنی کتاب "تبیین الکلام" میں قرآن پاک اور بائیبل کے مضامین کا موازنہ کر کے ثابت کیا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں اور ان میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔

☆ سرسید احمد خاں نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت دور کرنے اور اچھے تعلقات قائم کرنے کی غرض سے ایک رسالہ "اسبابِ بغاوتِ ہند" لکھا۔ اس میں انھوں نے بتایا کہ 1857ء کی جنگ آزادی کی اصل وجہ انگریزوں کی عوام کے خیالات اور رسم و رواج سے ناواقفیت تھی۔

☆ سرسید احمد خاں کی وفات کے بعد بھی تحریکِ علی گڑھ نے کام جاری رکھا۔ اس تحریک کے ذریعے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کی تشکیل ہوئی۔

1906ء سے 1920ء کے درمیان ہونے والی اہم سیاسی پیش رفت
(Important Political Development Between 1906-1920)

1906ء سے 1920ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

تقسیم بنگال 1905ء (Partition of Bengal 1905)

برطانوی ہند میں بنگال کا صوبہ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے دیگر تمام صوبوں سے بڑا تھا۔ 1905ء میں انتظامی سہولت کے پیشِ نظر بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم کے نتیجے میں بنگال کے دو صوبے، مشرقی بنگال اور مغربی بنگال بن گئے۔ مسلمان اس تقسیم سے بڑے خوش تھے کیونکہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، جو ایک نیا صوبہ بن گیا لیکن ہندو اس تقسیم سے ناخوش تھے۔ وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ پورے بنگال پر ان کی اقتصادی، سیاسی اجارہ داری اور بالادستی ختم ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ہندوؤں نے تقسیمِ بنگال کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس تقسیم کی منسوخی کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انھوں نے سودیشی تحریک شروع کر دی، انگریزی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا، ٹیکسوں کی ادائیگیاں روک دی گئیں اور بالآخر تشدد پر اتر آئے۔ ان حالات میں آخر کار انگریز حکومت نے

www.ilmkidunya.com

گھٹنے ٹیک دیے اور 1911ء میں بنگال کی تقسیم منسوخ کر دی گئی۔ اس منسوخی سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا۔

شملہ وفد 1906ء (Simla Deputation 1906)

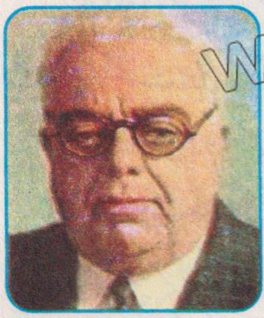

سر آغا خاں

تقسیمِ بنگال پر ہندوؤں کے رویے کے پیشِ نظر مسلمانوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک نئے راستے کا انتخاب کیا۔ یکم اکتوبر 1906ء کو مسلمانوں کا ایک سیاسی وفد سر آغا خاں کی قیادت میں اپنے مطالبات لے کر وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ میں ملا جس میں مسلمانوں نے جداگانہ انتخابات کا مطالبہ کیا۔ شملہ وفد میں مسلمانوں کو وائسرائے کی طرف سے مثبت جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے شدت سے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت محسوس کی جو مسلم لیگ کی صورت میں قائم ہوئی۔

مسلم لیگ کا قیام 1906ء (Establishment of Muslim League 1906)

30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے قیام کے اہم محرکات یہ تھے:

(i) تقسیمِ بنگال 1905ء اور ہندوؤں کا ردِعمل
(ii) انگریزوں کا غیر منصفانہ رویہ
(iii) مسلمانوں کا احساسِ محرومی
(iv) مسلمانوں کو سیاسی طور پر نظر انداز کیا جانا

ان محرکات کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے آپ کو سیاسی طور پر منظّم کر لیا۔

مسلم لیگ کے قیام کے چیدہ چیدہ مقاصد درج ذیل تھے:

1- مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے لیے وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کارروائیوں کے بارے میں ان کے شکوک وشبہات کو دور کرنا۔
2- مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے مطالبات کو حکومت کے سامنے پیش کرنا۔
3- برصغیر کی دوسری اقوام سے تعلقات استوار کرنا۔

منٹو مارلے اصلاحات 1909ء (Minto-Morley Reforms 1909)

1905ء میں تقسیمِ بنگال کی وجہ سے ملک میں سیاسی بے چینی بڑھ گئی تھی۔ چناں چہ وزیرِ ہند مسٹر مارلے اور گورنر جنرل لارڈ منٹو نے مل کر ہندوستان کے لیے کچھ اصلاحات مرتب کیں۔ برطانوی پارلیمنٹ نے ان اصلاحات کے بل کو انڈین کونسلز ایکٹ 1909ء کے نام سے پاس کیا۔ عام طور پر ان اصلاحات کو "منٹو مارلے اصلاحات" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان اصلاحات کے تحت مرکزی اور صوبائی قانون ساز کونسلوں میں توسیع کر دی گئی اور ان کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج کرنے کی منظوری بھی دے دی گئی۔ مسلم لیگ نے جداگانہ طریقہ انتخاب کے نفاذ کا خیر مقدم کیا۔ یہ مطالبہ شملہ وفد کے ممبران مسلمانوں نے تین سال قبل یعنی 1906ء میں لارڈ منٹو سے ملاقات کے دوران کیا تھا۔

میثاقِ لکھنؤ 1916ء (Lucknow Pact 1916)

1916ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے "میثاقِ لکھنؤ" کا نام دیا گیا۔ اس معاہدہ میں پہلی بار مسلمانوں کو الگ قوم تسلیم کیا گیا اور کانگریس نے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کر لیا۔ میثاقِ لکھنؤ کی بدولت قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو "ہندو مسلم اتحاد کا سفیر" قرار دیا گیا۔

www.ilmkidunya.com

تحریکِ خلافت 1919ء (Khilafat Movement 1919)

1914ء میں شروع ہونے والی پہلی جنگِ عظیم میں ترکیہ نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ جنگ میں جرمنی اوراس کے حلیفوں کو شکست ہوئی۔ جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں نے اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر ترکیہ کو سعودی عرب، شام، عراق، فلسطین اور اردن کے علاقوں سے محروم کر دیا جس سے ترکیہ کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ اس طرح ترکیہ کی خلافت کو بچانے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے 1919ء میں ایک ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جسے تحریکِ خلافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے مقاصد درج ذیل تھے:

-1 ترکیہ کی خلافت قائم رکھی جائے۔
-2 مسلمانوں کے مقدس مقامات ترکوں کی حفاظت میں رہیں۔
-3 ترکیہ کی حدود میں تبدیلی نہ کی جائے۔

تحریکِ عدم تعاون 1920ء (Non-Cooperation Movement 1920)

تحریکِ خلافت کو کامیاب بنانے اور برطانوی حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے مہاتما گاندھی کے ایما پر تحریکِ عدم تعاون شروع کی گئی جس کے مقاصد درج ذیل تھے:

(i) حکومت کے ساتھ عدم تعاون
(ii) سرکاری ملازمتوں کو ترک کرنا
(iii) انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا
(iv) عدالتی بائیکاٹ کرنا
(v) تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ

تحریکِ ہجرت 1920ء (Hijrat Movement 1920)

1920ء میں چند علماء کرام نے فتویٰ جاری کیا کہ برصغیر ''دارالحرب'' ہے۔ مسلمانوں کا انگریزوں کی عملداری میں رہنا جائز نہیں۔ انھیں دارالسلام میں ہجرت کر جانی چاہیے۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان خاندان اپنی جائیدادیں بیچ کر افغانستان ہجرت کر گئے۔ افغانستان نے ان کو اپنے ملک میں داخلے کی اجازت نہ دی اور انھیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ جب یہ لٹے پٹے مسلمان واپس آئے تو بربادی کے سوا ان کے لیے کچھ نہ تھا۔

ہندوستان میں تحریکِ خلافت اپنے عروج پر تھی کہ اسی دوران 1924ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک (جدید ترکیہ کے بانی) نے ترکیہ میں خلافت کا خاتمہ کر دیا اور یہ تحریک ختم ہوگئی۔

1920ء سے 1939ء کے درمیان اہم سیاسی پیش رفت
(Important Political Developments Between 1920-1939)

تجاویز دہلی (Dehli Proposals)

تحریکِ خلافت کے بعد آئینی اصلاحات کے لیے جدوجہد تیز ہوگئی۔ مسلمان اپنے سیاسی تحفظات کے لیے جداگانہ انتخاب کو ضروری سمجھتے تھے۔ وہ آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی چاہتے تھے جبکہ کانگریس ان مطالبات کے خلاف تھی۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہو جائیں تا کہ دونوں قومیں مل کر آزادی کے لیے جدوجہد کر سکیں۔ کانگریس کا مطالبہ تھا کہ اگر مسلمان اپنے جداگانہ انتخابات کے حق سے دستبردار ہو جائیں تو ان کے دیگر مطالبات مانے جا سکتے ہیں۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر غور کرنے کے لیے 1927ء میں دہلی میں مسلمان قائدین کی کانفرنس بلائی جس میں درج ذیل تجاویز مرتب کی گئیں جنھیں ''تجاویزِ دہلی'' کا نام دیا گیا ہے۔

(i) سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے صوبہ بنایا جائے۔

www.ilmkidunya.com

(ii) شمال مغربی سرحدی صوبہ (موجودہ خیبر پختونخوا) اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کی طرح آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

(iii) صوبہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے۔

(iv) مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نشستیں دی جائیں۔

کانگریس کا ردعمل: کانگریس نے ان تجاویز کو مسترد کر دیا۔

سائمن کمیشن 1927ء (Simon Commission 1927)

حکومتِ برطانیہ کی طرف سے ہندوستان میں دستوری اصلاحات کی سفارشات مرتب کرنے کے لیے 1927ء میں سرجان سائمن کی سرکردگی میں ایک کمیشن برصغیر آیا جسے سائمن کمیشن کہتے ہیں۔ چونکہ اس کمیشن میں کوئی ہندوستانی رکن نہ تھا اس لیے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں نے اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا۔ اس پر وزیر برائے امورِ ہند نے کہا کہ حکومت جو کچھ کر سکتی تھی اس نے کر دیا۔ اب ہندوستانی راہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ کوئی ایسا دستور یا لائحہ عمل پیش کریں جس پر تمام سیاسی جماعتیں متفق ہوں۔

نہرو رپورٹ 1928ء (Nehru Report 1928)

کانگریس نے وزیرِ ہند کا جواب دینے اور تمام ہندوستانی راہنماؤں کی طرف سے مشترکہ آئینی اصلاحات کی سفارشات مرتب کرنے کے لیے آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس بلایا جس میں کانگریسی لیڈر موتی لال نہرو نے مطالبات کی ایک دستاویز پیش کی جس میں مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابات کا اصول رد کرتے ہوئے ان تمام تحفظات کو ماننے سے انکار کر دیا جو مسلمان اپنی ترقی اور بقا کے لیے لازمی سمجھتے تھے۔ نہرو رپورٹ کی وجہ سے دونوں قوموں کے مابین تعلقات خراب ہو گئے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ نکات 1929ء (Fourteen Points of Quaid-e-Azam 1929)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے 1929ء میں چودہ نکات پر مشتمل درج ذیل راہنما اصول پیش کیے:

-1 آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ خود مختاری دی جائے۔

-2 تمام صوبوں کو ایک ہی اصول پر داخلی خود مختاری دی جائے۔

-3 صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

-4 مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

-5 جداگانہ انتخابات کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیے البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط طریقہ انتخابات قبول کر سکتا ہے۔

-6 صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کی مسلمان اکثریت متاثر ہوتی ہو۔

-7 تمام لوگوں کو یکساں مذہبی آزادی دی جائے۔

-8 اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودہ کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔

-9 سندھ کو ممبئی سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔

www.ilmkidunya.com

10- بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔

11- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور تناسب کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔

12- مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

13- صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

14- آئین میں صوبوں کی مرضی کے بغیر کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ نکات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی ترجمانی کی بلکہ ہندوستان میں دستوری اصلاحات کا بنیادی ڈھانچہ بھی مہیا کر دیا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ الہ آباد 1930ء (Allama Iqbal's Allahabad Address 1930)

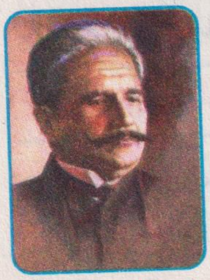

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانانِ برصغیر کی یہ خواہش تھی کہ ان کا الگ تشخص تسلیم کیا جائے۔ لہٰذا مسلمانانِ برصغیر کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کے لیے علامہ محمد اقبال نے خطبہ الہ آباد 1930ء میں الگ مملکت کا مطالبہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد (موجودہ صوبہ خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام کم از کم شمال مغربی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔"

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> پہلی گول میز کانفرنس 1930ء، دوسری 1931ء اور تیسری 1932ء میں لندن میں منعقد ہوئی۔

1935ء کا ایکٹ، صوبائی خودمختاری اور کانگریسی وزارتیں (Act 1935, Provincial Autonomy and Congress Ministries)

1935ء میں برطانوی حکومت نے برصغیر میں ایک نیا آئین متعارف کرایا جس میں صوبائی خودمختاری کو اوّلیت دی گئی۔ اس آئین کے تحت 1937ء میں انتخابات کرائے گئے جس میں کانگریس نے واضح اکثریت حاصل کی۔ اکثریت حاصل کرنے کے بعد کانگریس نے مسلمانوں کی الگ شناخت ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ہندوؤں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں پر مذہبی پابندیاں لگانے کی کوششیں کیں۔ مسجدوں کے باہر شور و غل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ سکولوں میں اُردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ گاندھی کی مورتی کی پوجا کرنے پر زور دیا گیا۔

اس رویے کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں میں الگ ملک کے مطالبے کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ 1939ء میں جب کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ ہوا تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم لیگ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات (Day of Deliverance) منایا۔

> **کیا آپ جانتے ہیں؟**
>
> 1938ء میں پٹنہ کے مقام پر مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں محمد علی جناح کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے نوازا گیا۔

www.ilmkidunya.com

1940ء سے 1947ء کے دوران ہونے والی سیاسی پیش رفت
(Important Political Development Between 1940-1947)

قراردادِ لاہور 1940ء (Lahore Resolution 1940)

یہ قرارداد مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں 23 مارچ 1940ء کو پیش ہوئی اور شیرِ بنگال مولوی اے۔ کے فضل الحق نے پیش کی۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صدارتی تقریر میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل اور دو قومی نظریہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

قرارداد کا متن:

"قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی متفقہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابلِ عمل اور مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا جب تک مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی روشنی میں تیار نہ کیا جائے یعنی جغرافیائی طور پر جڑی ہوئی وحدتوں کی حد بندی ایسے خطوں میں کی جائے (علاقوں میں مناسب ردّو بدل کے ساتھ) کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے۔ ان کی تشکیل اس طرح آزاد ریاستوں کی شکل میں کی جائے کہ اس میں شامل ہونے والی وحدتیں خود مختار ہوں اور انھیں مکمل اقتدار حاصل ہو۔ اس کے علاوہ ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور وہ علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں وہاں بھی اُن کے حقوق اور مفادات کا مناسب تحفظ کیا جائے۔"

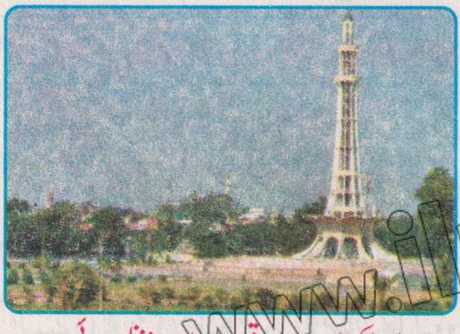

مینار پاکستان، جہاں قراردادِ لاہور منظور ہوئی

مہاتما گاندھی اور ہندوؤں نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔ برطانوی پریس نے اس قرارداد کو جناح رحمۃ اللہ علیہ کا پاکستان قرار دے دیا۔ اس قرارداد کے صرف سات سالوں بعد مسلمانانِ برصغیر نے اپنی جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنالیا۔

کرپس مشن 1942ء (Cripps Mission 1942)

دوسری جنگِ عظیم (45-1939ء) کے دوران 1942ء میں حکومتِ برطانیہ نے سر سٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھجوایا جس نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔

کرپس مشن کی تجاویز (Cripps Mission Proposals)

کرپس مشن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں:

1- جنگ کے بعد برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔

2- دفاع، امورِ خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

3- آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی منتخب کی جائے گی جس کے چناؤ کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو حاصل

www.ilmkidunya.com

ہوگا۔ آئین مکمل ہوگیا تو اسے ہر صوبے کی توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کرلیں۔

4- اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔

یہ تجاویز مسلم لیگ اور کانگریس کے علاوہ دوسری سیاسی جماعتوں نے بھی مسترد کر دیں۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف علیحدہ مملکت کا حصول رہا جس کو کانگریس ماننے کے لیے تیار نہ تھی لہٰذا مسلمانوں کو اپنی جدوجہد تیز کرنی پڑی۔

ویول پلان 1945ء (Wavell Plan 1945)

1945ء میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے اپنا پلان پیش کیا جس میں وزارتوں کی غیر منصفانہ تقسیم کے خلاف قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ چٹان بن گئے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کرنے کی کوشش کی جسے کانگریس نے ماننے سے انکار کر دیا۔

شملہ کانفرنس 1945ء اور انتخابات 46-1945ء (Simla Conference 1945 and Elections 1945-46)

جب 1945ء میں برطانیہ کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ وہ جنگ عظیم دوم میں فتح حاصل کرلے گا تو وائسرائے لارڈ ویول نے اعلان کیا کہ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں تمام تر ہندوستانی اراکین شامل ہوں گے۔ اس میں تمام تر سیاسی جماعتوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی ملے گی۔ 1945ء میں ان تجاویز پر غور کرنے کے لیے شملہ کے مقام پر کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کونسل میں پانچ مسلم اراکین شامل کرنے کی تجویز تھی جبکہ کانگریس کا مطالبہ تھا کہ وہ ایک مسلم نمائندہ نامزد کرے گی۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانچوں مسلم اراکین کو مسلم لیگ ہی نامزد کرے گی کیونکہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔ اسی نکتہ پر شملہ کانفرنس ناکام ہوئی۔

جب شملہ کانفرنس میں اس بات کا فیصلہ نہ ہوا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے تو اس بات کا فیصلہ 46-1945ء کے انتخابات میں ہوا۔ مسلم لیگ نے زبردست کامیابی حاصل کی اور مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کے لیے مخصوص تمام نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر سامنے آئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

1864ء سے انگریزوں نے شملہ کو موسمِ گرما کے لیے دارالحکومت بنا دیا تھا اور گورنر جنرلز شملہ میں ہی گرمیاں گزارتے تھے۔

کابینہ مشن پلان 1946ء (Cabinet Mission Plan 1946)

1945ء میں برطانیہ میں لیبر پارٹی کی حکومت آئی۔ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیش نظر کابینہ مشن بھیجا جو تین ارکان پر مشتمل تھا۔ اس مشن کے دو بنیادی مقاصد تھے، ایک ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کر دی جائے اور دوسری مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرتوں کی خلیج کم کر کے ہندوستان کو متحد رکھنے کی کوشش کی جائے لیکن انتخابات نے ثابت کر دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔

کابینہ مشن کے ارکان نے تمام سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں سے ملاقات کی مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ 16 مئی 1946ء کو ان اراکین نے ایک منصوبے کا اعلان کیا جس کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

1- برصغیر میں یونین قائم کی جائے گی جو امور خارجہ، دفاع اور مواصلات کی ذمہ دار ہوگی۔

2- مرکزی امور کے علاوہ باقی تمام اختیارات صوبوں کو دیے جائیں گے۔

3- صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ باہم گروپ بنالیں اور ہر گروپ اپنا دستور مرتب کرے۔

4- ہر دس سال کے بعد صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ کثرت رائے سے آئین میں تبدیلی کا مطالبہ کرسکیں۔

یوم راست اقدام 1946ء (Direct Action Day 1946)

16 اگست 1946ء کو مسلم لیگ نے عوامی سطح پر یوم راست اقدام منانے کا فیصلہ کیا۔ اس روز برصغیر میں جگہ جگہ جلسے کیے گئے۔ ان جلسوں میں کانگریس کے عزائم کو بے نقاب کیا گیا، کیونکہ وہ انگریزوں کے بعد برصغیر پر حکومت کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

عبوری حکومت کا قیام 1946ء (Interim Government 1946)

ستمبر 1946ء میں وائسرائے لارڈ ویول نے کانگریس کو عبوری حکومت قائم کرنے کو کہا۔ ان حالات میں مسلم لیگ نے میدان خالی چھوڑنے کے بجائے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا ارادہ کیا جس کے لیے پانچ مسلم لیگی ارکان کے نام تجویز کیے، جن میں لیاقت علی خاں، آئی آئی چندریگر، سردار عبدالرب نشتر، راجہ غضنفر علی خاں اور اقلیتی رکن جوگندر ناتھ منڈل شامل تھے۔ عبوری حکومت کانگریس اور مسلم لیگ کے اختلافات کی وجہ سے مؤثر انداز میں کام نہ کرپائی۔ ان حالات میں مسلم لیگ کا دوقومی نظریے کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ وزیراعظم برطانیہ کلیمنٹ ایٹلی نے 20 فروری 1947ء کو اعلان کیا کہ حکومت جون 1948ء تک اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کردے گی۔ اس طرح پاکستان کا قیام قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ (3rd June 1947 Plan)

3 جون 1947ء کو برصغیر کی تقسیم کا اعلان کیا گیا جس کی رُو سے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ اقتدار ہندوستان کے نمائندوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ 3 جون 1947ء کے منصوبے میں ایک شق یہ بھی تھی کہ پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کے ہندو اور مسلمان اراکین کے الگ الگ اجلاس ہوں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ان صوبوں کو تقسیم کر دیا جائے اور صوبوں کی حد بندی ایک کمیشن کرے گا۔

سندھ اسمبلی کثرت رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔ صوبہ سرحد اور سلہٹ کے عوام پاکستان یا بھارت میں شمولیت کا فیصلہ استصواب رائے کے ذریعے کریں گے جبکہ بلوچستان کا فیصلہ شاہی جرگہ کرے گا۔

قانون آزادیِ ہند 1947ء (Indian Independence Act 1947)

3 جون 1947ء کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ نے 18 جولائی 1947ء کو قانون آزادیِ ہند منظور کیا۔ ہندوستان کو دو ریاستوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم کر دیا گیا۔

ریڈکلف ایوارڈ (Radcliffe Award)

پنجاب اور بنگال کی اسمبلیوں کی تقسیم کا فیصلہ ہونے لگا تو برطانوی حکومت نے سر ریڈکلف کی سربراہی میں ایک حد بندی کمیشن قائم کیا۔ جس میں پنجاب کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد جبکہ بھارت کے نمائندے جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ تھے۔ یہ سب حضرات ہائیکورٹ کے جج تھے۔

بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے رحمان جبکہ بھارت کی طرف سے

جسٹس سی۔ سی بسواس اور جسٹس بی۔ کے مکرجی تھے۔ تقسیم کے وقت وائسرائے ہند اور ان کے عملہ نے کانگریس سے گٹھ جوڑ کر کے حد بندی کا فیصلہ کرلیا۔ تقسیم میں ریڈ کلف نے مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے کئی علاقے بھارت میں شامل کر کے ایک طرف پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کر دیا جبکہ دوسری جانب بھارت کی سرحد کو کشمیر کے ساتھ ملا دیا۔ گورداسپور کے راستے بھارت نے کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا جو آج تک حل نہیں ہوسکا۔ ریڈ کلف کی ناقص منصوبہ بندی کے باعث پاکستان کو کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔

صبحِ آزادی (Dawn of Freedom)

آزادی کا تصوّر قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ 14 اگست 1947ء 27 رمضان المبارک 1366 ہجری کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

قیامِ پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا کردار
(Role of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah in Creaction of Pakistan)

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ سیاست میں آپ کی دلچسپی اس وقت شروع ہوئی جب آپ انگلستان میں مقیم تھے۔ آپ پہلے کانگریس میں شامل ہوئے۔ اُس وقت وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر بھی کہا جاتا تھا۔

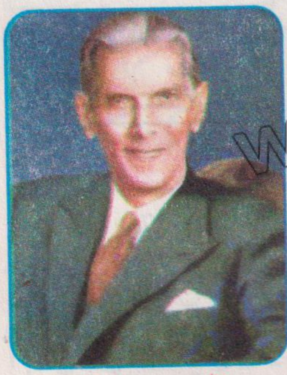

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ

- ☆ 1910ء میں ممبئی کے مسلمانوں نے وائسرائے ہند کی کونسل کے لیے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نمائندہ منتخب کیا۔
- ☆ 1913ء میں آپ مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور مسلم لیگ نے اُن کے کہنے پر اپنے دستور میں ترمیم کرتے ہوئے حکومتی خود اختیاری کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔
- ☆ دسمبر 1916ء میں مسلم لیگ اور کانگریس نے لکھنو میں ایک مشترکہ اجلاس بلایا۔ مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ اس مقام پر دونوں سیاسی جماعتوں نے ایک تاریخی معاہدہ کیا جسے "میثاقِ لکھنو" کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو "ہندو مسلم اتحاد کے سفیر" کے لقب سے نوازا گیا۔
- ☆ 1919ء میں حکومتِ برطانیہ نے رولٹ ایکٹ (Rowlatt Act) منظور کیا۔ اس ایکٹ کے تحت حکومت کو وارنٹ اور مقدمہ چلائے بغیر گرفتاری کا اختیار دے دیا گیا۔ قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسودۂ قانون کی مخالفت کی اور اسے غیر آئینی قرار دیا۔ احتجاجاً انھوں نے وائسرائے ہند کی کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔
- ☆ 1929ء میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور چودہ نکات پیش کیے۔
- ☆ تین گول میز کانفرنسیں 1930ء سے 1932ء تک لندن میں ہوئیں۔ قائدِاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی دو کانفرنسوں میں شرکت کی۔ یہ کانفرنسیں ناکام ہوگئیں۔
- ☆ 1934ء میں علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے سرکردہ مسلم لیگی راہنماؤں کے کہنے پر قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ انگلستان

www.ilmkidunya.com

سے وطن واپس آ گئے۔ ان کو مسلم لیگ کی صدارت سونپ دی گئی۔ آپ نے دن رات ایک کر کے مسلمانوں کو اس کے پرچم تلے جمع کیا۔

- ☆ حکومتِ برطانیہ نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء منظور کیا۔ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے اسے ناپسند کیا تاہم اس کے صوبائی حصہ کو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر قبول کر لیا گیا۔
- ☆ 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے مسلمانوں نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک الگ خطہ کی ضرورت ہے۔ اس جلسہ کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔
- ☆ مسلم لیگ نے 46-1945ء کے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کر کے انگریزوں اور ہندوؤں پر واضح کر دیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اِن انتخابات میں آپ کی قیادت میں مسلم لیگ نے مرکز میں 100 فیصد اور صوبائی اسمبلیوں میں 90 فیصد کامیابی حاصل کی۔
- ☆ آپ نے کابینہ مشن کی تجاویز کا، جن کے تحت انگریز کانگریس کو حکومت دینا چاہتے تھے، ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اِس مشن کو بالآخر تسلیم کرنا پڑا کہ مسلم لیگ کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔
- ☆ 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس نئی اسلامی خود مختار ریاست کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔
- ☆ قیامِ پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت خراب ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ دن رات اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جولائی 1948ء میں بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ آخرکار 11 ستمبر 1948ء کو وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

قیامِ پاکستان میں محترمہ فاطمہ جناح کا کردار
(Role of Mohtarma Fatima Jinnah in Creation of Pakistan)

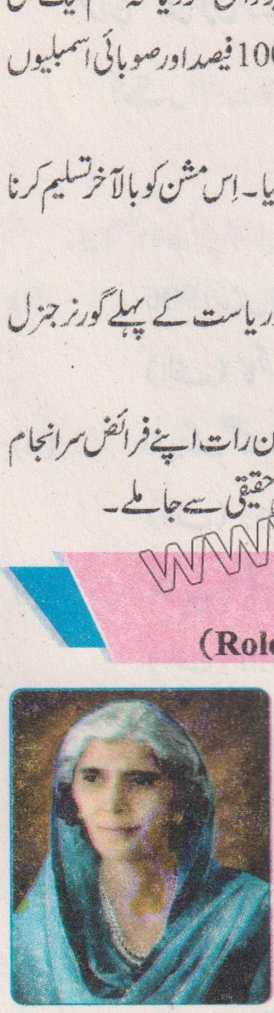
محترمہ فاطمہ جناح

- ☆ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح 1893ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا شمار پاکستان کی تحریک آزادی کے اہم راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی پرجوش حامی تھیں۔ میدانِ سیاست میں وہ اپنے بھائی کے شانہ بشانہ رہیں۔
- ☆ آل انڈیا مسلم لیگ کی تشکیل ہوئی تو محترمہ فاطمہ جناح، ممبئی صوبائی ورکنگ کمیٹی کی رکن بن گئیں اور 1947ء تک اس میں کام کرتی رہیں۔ آپ نے 1955ء میں "خاتون پاکستان" کے نام سے کراچی میں ایک سکول کھولا۔
- ☆ 1965ء میں انھوں نے صدرِ پاکستان کے انتخابات میں حصہ لیا لیکن کامیاب نہ ہو سکیں۔ جولائی 1967ء میں کراچی میں انتقال کر گئیں۔

قیامِ پاکستان میں دیوان بہادر ستیا پرکاش سنگھا (ایس پی سنگھا) کا کردار
(Role of SP Singha in Creation of Pakistan)

- ☆ ایس پی سنگھا کا شمار تحریکِ پاکستان کے اہم ترین مسیحی راہنماؤں میں ہوتا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں اعلیٰ خدمات کے صلے میں انھیں 'دیوان بہادر' کا خطاب دیا گیا۔
- ☆ انھوں نے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کر کے حصولِ پاکستان کے لیے مسیحیوں کی جانب سے مکمل تعاون کی

www.ilmkidunya.com

یقین دہانی کرائی اور ''انڈین کرسچین ایسوسی ایشن'' کا ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کے ساتھ الحاق کا اعلان بھی کیا۔

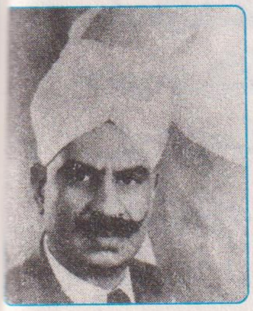

ایس پی سنگھا

☆ 1946ء کے انتخابات میں آپ پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور متحدہ پنجاب کی اسمبلی کے سپیکر منتخب ہوئے۔ 23 جون 1947ء کو ہونے والے انتخابات میں انھوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا، اس طرح 88 کے مقابلے میں 91 ووٹوں سے پاکستان کے حق میں فیصلہ ہوا۔

☆ 2016ء میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے دیوان بہادر ایس پی سنگھا کی تحریکِ پاکستان میں خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ایک یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کیا گیا۔

مشقی سوالات

-1 ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) 1906ء میں قائم کی گئی:

(الف) کانگریس (ب) مسلم لیگ (ج) انجمن حمایت اسلام (د) مجلسِ احرار

(ii) پہلی جنگِ عظیم میں ترکیہ نے ساتھ دیا:

(الف) رُوس کا (ب) امریکا کا (ج) جرمنی کا (د) جاپان کا

(iii) علما نے برصغیر کو قرار دیا:

(الف) دارالحرب (ب) دارالسلام (ج) دارالامان (د) دارالسلطنت

(iv) نہرو رپورٹ پیش کی گئی:

(الف) 1908ء میں (ب) 1918ء میں (ج) 1928ء میں (د) 1938ء میں

(v) مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان میثاق لکھنؤ ہوا:

(الف) 1912ء میں (ب) 1916ء میں (ج) 1920ء میں (د) 1924ء میں

(vi) حکومتِ پاکستان نے دیوان بہادر ایس پی سنگھا کی تحریکِ پاکستان میں خدمات پر یادگاری ٹکٹ جاری کیا:

(الف) 2010ء میں (ب) 2012ء میں (ج) 2014ء میں (د) 2016ء میں

(vii) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ الٰہ آباد پیش کیا:

(الف) 1928ء میں (ب) 1930ء میں (ج) 1932ء میں (د) 1934ء میں

(viii) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے:

(الف) 1913ء میں (ب) 1915ء میں (ج) 1917ء میں (د) 1919ء میں

www.ilmkidunya.com

(ix) ایم۔ اے۔ او سکول اور کالج قائم کیا:

(الف) سرسید احمد خاں نے
(ب) چودھری رحمت علی نے
(ج) قاضی محمد عیسیٰ نے
(د) مولوی فضل الحق نے

(x) محترمہ فاطمہ جناح نے 1955ء میں ''خاتونِ پاکستان'' کے نام سے ایک سکول کھولا تھا:

(الف) کراچی میں
(ب) لاہور میں
(ج) ملتان میں
(د) راولپنڈی میں

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(i) تحریک علی گڑھ کے مقاصد تحریر کریں۔

(ii) مسلم لیگ کے قیام کے پس منظر میں کیا محرکات شامل تھے؟

(iii) تحریک ہجرت کا سبب کیا تھا؟

(iv) ریڈ کلف ایوارڈ کا اہم ترین فیصلہ کیا تھا؟

(v) شملہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی؟

(vi) عبوری حکومت 1946ء میں شامل مسلم لیگی ارکان کے نام لکھیں۔

(vii) انگریزوں کے نوآبادیاتی نظام کے برصغیر کے لوگوں کی زندگی پر تین منفی اثرات تحریر کریں۔

(viii) کوئی سی تین کرپس مشن تجاویز تحریر کریں۔

(ix) تقسیمِ بنگال کیوں ہوئی؟

(x) کابینہ مشن کے مقاصد کیا تھے؟

(xi) قانون آزادیِ ہند کیا تھا؟

(xii) یومِ راست اقدام کیا تھا؟

(xiii) سائمن کمیشن کیا تھا؟

(xiv) یومِ نجات کب اور کیوں منایا گیا؟

(xv) ریڈ کلف ایوارڈ میں شامل مسلمان ججز کے نام لکھیں۔

-3 درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں۔

(i) تحریک علی گڑھ کے اقدامات کا تجزیہ کریں۔

(ii) قائدِاعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے چودہ نکات لکھیں۔

(iii) 1906ء سے 1920ء کے دوران اہم سیاسی واقعات قلم بند کریں۔

(iv) قیامِ پاکستان کے حوالے سے قائداعظم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا کردار واضح کریں۔

سرگرمیاں

(i) 1940ء سے قیامِ پاکستان تک کے اہم واقعات کے حوالے سے جماعت میں ایک کوئز پروگرام کا انعقاد کریں۔

(ii) اس باب میں دیے گئے واقعات کی ایک ٹائم لائن بنائیں اور دوسرے طلبہ سے اشتراک کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ

(i) طلبہ کو ایک لیکچر کے ذریعے 1906ء سے 1940ء کے درمیان ہونے والے اہم تاریخی واقعات سے آگاہ کریں۔

(ii) طلبہ بتائیں کہ انگریزوں نے کس طرح ہندوستان میں اپنا اثر ورسوخ قائم کیا۔

www.ilmkidunya.com